ایمنسٹی انٹرنیشنل کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۴۰ ممالک میں سزاے موت کا عمل ختم ہو چکا ہے۔ ان میں یورپین یونین کے تمام ممالک جن کی تعداد ۴۷ ہے شامل ہیں۔ ترکی واحد مسلمان ملک ہے جو ان میں شامل ہے۔ دیگر تمام مسلم ممالک میں سزاے موت یا قصاص کا قانون موجود ہے، گو پاکستان میں بھی تقریباً چھے سال سے اس پر عمل درآمد رکا ہوا ہے۔

میاں نواز شریف صاحب نے اپنے پیش رو حکمرانوں کی طرح مغرب کی مرعوبیت کی وجہ سے اس قرآنی و نبوی قانون کو تعطل کا شکار بنا رکھا ہے۔ آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ۶۰ فی صد سے زائد عالمی آبادی کے خطوں میں یہ قانون اب تک لاگو ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل، یو این او اور دیگر این جی اوز جن کا خمیر مغرب کی تہذیب سے اُٹھا ہے، اس سزا کے خلاف اپنی مہم تیز سے تیز تر کرتے چلے جا رہے ہیں اور نہ ماننے والوں پر پابندیاں لگانے کی باتیں بھی ہو رہی ہیں مگر امریکا اور چین جیسے ویٹو پاور رکھنے والے ممالک اور آبادی و وسائل کے لحاظ سے انتہائی طاقت ور اقوام اس کے حق میں نہیں۔ اقوام متحدہ نے جنرل اسمبلی اور سیکورٹی کونسل میں ۲۰۰۷ء، ۲۰۰۸ء اور پھر ۲۰۱۰ء میں سزاے موت کے خاتمے کے لیے قرارداد منظور کیں مگر ان کو بڑی قوتوں نے ویٹو کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایمنسٹی جو عدل و انصاف کی علَم بردار بنتی ہے، قاتل اور مجرم کی پشت پناہ بنی کھڑی ہے اور مظلوم کے زخموں پر نمک چھڑک رہی ہے۔ آخر ان اداروں کی ایسے معاملات میں ان پالیسیوں کی موجودگی میں کیا اخلاقی حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔

جہاں تک مسلمان ممالک اور بالخصوص اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی ریاست پاکستان کا تعلّق ہے تو حکمرانوں، پالیسی سازوں اور تمام اہلِ وطن کی خدمت میں ہم نبیِ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیش کرنا چاہتے ہیں: ''حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاکؐ نے ارشاد فرمایا: جو شخص خطا اور بھول چوک یا نشانہ بازی میں مارا گیا یا کوڑا لگنے سے قتل ہو گیا تو اس کی دیت قتل خطا والی ہے۔ اور جو عمداً قتل کیا گیا تو قاتل سے اس کا قصاص لیا جائے گا۔ اگر کوئی اس میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے''۔ (ابن ماجہ)

حکمرانو، خدا کے لیے سوچو! اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کی وعید کچھ کم نہیں۔ کاش! اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کی آنکھوں سے پٹی اتر جائے!

'جہاں' منتظر تیری 'تکبیر' کا تری شوخیٔ فکر و 'تدبیر' کا

ساتویں ایک روزہ

مجلسِ فکرو تدبیر

احیاء و بقائے امت سے زندہ تعلق رکھنے والے مفکرین، دانشور حضرات، تنظیموں اور اداروں کے لئے صلائے عام

خصوصی موضوع

جمہوریت اور اسلامی انقلاب

نبیادی مباحث

- کیا جمہوری عمل میں شرکت کفر ہے؟
- کیا جمہوریت کے علاوہ کوئی اور لائحہ عمل اختیار کرنا کفر ہے؟
- تبدیلی کیلئے نبوی منہج پر عمل کرنے میں کیا کیا مشکلات درپیش ہیں؟
- ماقبلِ جمہوریت تبدیلی کے کیا کیا طریقے تھے؟
- پاکستان، مصر، ترکی اور ایران کے جمہوری تجربات کے نتائج کیا رہے؟

• اتوار • 24 نومبر 2013 • منزلِ مراد • جھوک نواز ضلع وہاڑی (پنجاب)

آغاز • 9 بجے صبح اختتام • بعد از نمازِ مغرب

اللہ داد نظامی
0324-6562042
0334-4366743
0303-5378953

مجلس کی مزید تفصیلات کیلئے رابطہ فرمائیں
bilal.islamic@gmail.com

محمد رفیق نظامی
ایڈووکیٹ
0300-7599197
0324-6624777

روشنی کا پیامبر

بلال رضؓ اسلامک سنٹر

جھوک نواز براہ گگو منڈی
ضلع وہاڑی

معاشرتی بگاڑ کی فکر کیجیے!

دوسرے تمام معاملات سے بڑھ کر جو چیز ہمارے لیے اہمیت رکھتی ہے وہ ہماری قوم کی دینی حالت ہے۔ اس حالت کا جب ہم جائزہ لے کر دیکھتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دینی حیثیت سے ہم مسلسل انحطاط کی طرف جارہے ہیں اور پاکستان بننے کے بعد یہ رفتارِ انحطاط کم ہونے کے بجاے کچھ اور زیادہ تیز ہوگئی ہے۔ یہ ہمارے نزدیک خطرہ نمبرا ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری آبادی کا بڑا حصہ ـــــ بہت بڑا حصہ ـــــ احکامِ الٰہی سے بُعد رکھتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں علانیہ خدا کے احکام کی خلاف ورزی ہورہی ہے اور ایسے نازک وقت میں بھی لوگ اُس سے باز نہیں آتے، جب کہ ہم اپنے آپ کو چاروں طرف سے خطرات میں گِھرا ہوا پاتے ہیں اور خدا سے نصرت مانگ رہے ہوتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں فرنگیت اور فسق و فجور کی رَو بڑھتی چلی جارہی ہے اور آج وہ کچھ ہورہا ہے جو انگریز کے زمانے میں بھی نہ ہوتا تھا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام آج بھی اسی طرح بے بس ہے جس طرح انگریز کے زمانے میں تھا، بلکہ اِس کے اُصول اور قوانین اور احکام اُس وقت سے کچھ زیادہ پامال کیے جارہے ہیں، جرأت اور جسارت کے ساتھ کیے جارہے ہیں، کھلم کھلا کیے جارہے ہیں، بڑے پیمانے پر کیے جارہے ہیں۔ ان کے خلاف چلنے کی علانیہ تبلیغ ہورہی ہے اور عوام الناس کو ان کے خلاف چلانے کی منظّم کوششیں کی جارہی ہیں۔

اِس کے سب سے زیادہ افسوس ناک پہلو دو ہیں۔ ایک یہ کہ سرکاری ملازمتوں سے، فوج اور سول دونوں قسم کی ملازمتوں سے، اُن لوگوں کو چُن چُن کر نکالا جارہا ہے جن کے اندر ایمان اور دین داری کی کچھ بھی رمق پائی جاتی ہے۔ اس طرح حکومت کی مشینری روز بروز اسلامی رُجحانات رکھنے والے عناصر سے خالی ہوتی جارہی ہے اور اُس پر کمیونسٹ اور دوسرے مخالفِ دین عناصر

قابض ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ فرنگیت کی اِس تبلیغ اور اس کو رواج دینے کی اِس منظم کوشش کا نشانہ خاص طور پر ہماری عورتیں بنائی جا رہی ہیں۔ زور لگایا جا رہا ہے کہ اسلامی تہذیب و اخلاق کے اُس آخری حصار کو بھی توڑ دیا جائے جہاں ہر طرف سے پسپا ہو کر اُس نے پناہ لی تھی۔ طرح طرح سے تدبیریں کی جا رہی ہیں کہ اس گھوارے کو بھی گندا کر کے رکھ دیا جائے جہاں ایک مسلمان بچہ سب سے پہلے آنکھ کھولتا ہے اور جہاں اسے مذہب، اخلاق، آدمیت اور اجتماعی برتاؤ کا پہلا سبق ملتا ہے۔

یہ سب کچھ اُن مقاصد کے بالکل خلاف ہے جن کا نام لے کر پاکستان مانگا گیا تھا اور جن کے اظہار و اعلان ہی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں بخشا تھا۔ کہا یہ گیا تھا کہ ہمیں ایک خطۂ زمین اس لیے درکار ہے کہ اس میں ہم مسلمان کی سی زندگی بسر کر سکیں، اسلام کو پھر سے زندہ اور تازہ کر سکیں، اور اسلام کی بنیادوں پر خود اپنے ایک تمدن اور اپنی ایک تہذیب کی عمارت اُٹھا سکیں۔ مگر جب خدا نے وہ خطہ دے دیا تو اب کیا یہ جا رہا ہے کہ اسلام کے رہے سہے آثار بھی مٹائے جا رہے ہیں اور اُس تہذیب و اخلاق و تمدن کی عمارت مکمل کی جا رہی ہے جس کی نیو یہاں انگریز رکھ گیا تھا۔

اس صورتِ حال کو ہم جس وجہ سے خطرہ نمبر ا سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ صریح طور پر خدا کے غضب کو دعوت دینے کے ہم معنی ہے۔ ہم ہرگز یہ توقع نہیں کر سکتے کہ اپنے رب کی کھلی کھلی نافرمانیاں کر کے ہم اس کی رحمت اور نصرت کے مستحق بن سکیں گے۔

اس میں خطرے کا یہ پہلو بھی ہے کہ پاکستان کے عناصر ترکیبی میں نسل، زبان، جغرافیہ، کوئی چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ صرف ایک دین ہے جس نے اِن عناصر کو جوڑ کر ایک ملّت بنایا ہے۔ دین کی جڑیں یہاں جتنی مضبوط ہوں گی اتنا ہی پاکستان مضبوط ہوگا، اور وہ جتنی کمزور ہوں گی اتنا ہی پاکستان کمزور ہوگا۔

اس میں خطرے کا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ کیفیت ہمارے ہاں جتنی زیادہ بڑھے گی، ہماری قوم میں منافقت، اور عقیدہ و عمل کے تضاد کی بیماری بڑھتی چلی جائے گی۔ یہ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے اندر اسلامی احکام کی خلاف ورزی پھیلا دینا جس قدر آسان ہے، ان کے دلوں سے اسلامی عقائد کو نکال پھینکنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اب اگر صورتِ حال یہ ہو کہ مسلمان عقیدتاً فرض کو فرض، حلال کو